مولائے صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

متبع سنت اور متقی عالم کا درجہ سب سے بڑا ہے
علم کا صحیح استعمال تقوے کی بدولت ہوتا ہے
حضرت معاذ بن جبلؓ اور ہدیہ کی رقم میں احتیاط

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 52 سائیڈ A 04-10-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے صحابی ہیں کہ جو تعلیم حاصل کرتے کرتے اِس درجے کو پہنچ گئے تھے کہ اُنہیں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کرنے کا حق دیا، قاضی ہونے کا حق دیا اور اُن سے دریافت کیا کہ (فیصلے) کیسے کرو گے؟ تو اُنہوں نے جو طریقہ بتلایا اُسے آپ نے پسند فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ۔ آپ نے اجازت دی اُس کی۔ کچھ صحابہ کرامؓ ہیں ایسے کہ جنہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں اجازت دی ہے کہ اجتہاد کر سکتے ہیں وہ، فتوے دے سکتے ہیں۔ یہ بھی اُنہی میں سے ایک صحابی ہیں کہ جنہیں اجتہاد کی بھی اجازت دی۔

تو پہلے پہل تو کچھ ایسے تھا کہ صحابہؓ کو معلومات تھوڑی تھیں تو ایک دفعہ ایک واقعہ پر رسول اللہ ﷺ خفا بھی ہوئے اِن سے کہ نماز لمبی کر دی اِنہوں نے اور ایک آدمی تھا نماز میں شامل، وہ کہیں سے

اُونٹنیاں لایا ہوا تھا اَب اُس نے سوچا کہ اگر اِن کے پیچھے میں نماز پڑھوں گا تو نماز تو بہت لمبی ہوگی تو بعض روایتوں میں ہے کہ سورۂ بقرہ شروع کردی۔ سورۂ بقرہ تو لمبی سورت ہے۔ اُس میں تو پھر اُس کو بہت وقت دینا پڑتا ہے۔ تو اُس نے نیت توڑی اور الگ نماز پوری کر کے چلا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ فلاں آدمی نے ایسے کیا ہے تو یہ اپنے ذہن میں خفا ہوئے کہ یہ اُس نے اچھا نہیں کیا۔ اُن صحابی نے جو نیت توڑ کر گئے تھے، رسول اللہ ﷺ کو پورا واقعہ بتلایا۔

باجماعت نماز مختصر ہونی چاہیے :

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بُلا کر خفگی کا اظہار فرمایا کہ تم لوگوں کو ایک طرح سے آزمائش میں ڈال رہے ہو، فَاتِنٌ یا فَتَّانٌ کہ فتنے میں ڈالتے ہو [۱] کہ وہ نماز پڑھیں یا نماز توڑیں۔ تو ایسے نہ کرو بلکہ جو نماز پڑھاتا ہے اُس کے لیے فلاں نماز میں فلاں سورتیں، فلاں نماز میں فلاں سورتیں مناسب ہیں، وہ ہلکی سورتیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خود نماز میں خیال رکھا کرتے تھے کہ جماعت کے ساتھ جو نماز ہو وہ ہلکی ہو۔ اور اِرشاد فرماتے ہیں کہ ایسے ہوتا ہے کبھی کبھی کہ میں اِرادہ کرتا ہوں کہ میں نماز لمبی کروں لیکن مجھے آواز آجاتی ہے کسی بچے کے رونے کی تو میں سوچتا ہوں کہ جتنی دیر نماز جاری رہے گی بچہ روتا رہے گا، ماں پریشان ہوتی رہے گی تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ [۲]

ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ جیسی نماز کہ وہ مختصر بھی ہوتی تھی مکمل بھی ہوتی تھی ایسی نماز میں نے نہیں دیکھی [۳] یعنی بہت ہی تعریف کی۔ تو اصل بات جو ہے وہ یہی ہے کہ مجمع کو دیکھا جائے، لوگوں کی مصروفیات کو دیکھا جائے۔ یہ حج کے زمانے میں جو مجمع بہت زیادہ ہوتا ہے تو اُن میں تو وہ تین آیتیں دو آیتیں پڑھ کر رکوع کر دیتے ہیں۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے پڑھتے ہیں آدھا رکوع، پھر رکوع کر دیتے ہیں۔ پھر لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا سے آگے پڑھتے ہیں تو اَب دُوسرا رکوع کرتے ہیں۔ اِتنی مختصر فجر کی نماز کیونکہ مجمع بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ پانچ چھ لاکھ مجمع ہوتا ہے یا اِس سے بھی زیادہ۔ تو اِتنے بڑے مجمعے کو آنے میں، رہنے میں، رَش میں دِقت ہوتی ہے، وہ اُس کا لحاظ پورا رکھتے ہیں۔ تو جب تک آدمی کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ یہی سوچے گا کہ لمبی نماز پڑھنی چاہیے، لمبی نماز زیادہ اچھی ہے مگر ہر جگہ نہیں بتائی گئی

---

[۱] بخاری شریف ص ۹۷ [۲] بخاری شریف ص ۹۸ [۳] بخاری شریف ص ۹۸

لمبی نماز۔ سفر میں مختصر نماز بتائی گئی ہے اور سفر میں رعایت بھی دے دی کہ اگر تین دن کا سفر ہے یا زیادہ کا تو پھر وہ ظہر، عصر، عشاء، چار کی بجائے دو پڑھ لے اور سنتیں معاف فرمادیں، وتر بس پڑھ لے۔ ہاں اگر کسی کا دل چاہتا ہے تو پڑھ لے سنتیں بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو مسئلہ بتایا تو گویا ابتدا میں حالت تو یہ تھی کہ جیسے اُستاد کو سمجھانا، خفا ہونا، ڈانٹ ڈپٹ اِن کی نوبت آتی ہے ایسے گویا نوبت آتی رہی۔ اُس کے بعد اِن کے تعلیم حاصل کرنے کا یہ حال ہوا کہ یہ قابلِ تعریف ہوگئے۔

علمی ترقی کے بعد مقام :

اور جنابِ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ **اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ** حلال وحرام کو سب سے زیادہ پہچاننے والا اتم میں معاذ بن جبلؓ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اِشارے پر چلتے تھے اور تمام چیزیں نوٹ کرتے رہتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی حالت یہی تھی۔ تو اِس وجہ سے بہت جلدی چند سال میں ہی ایسا درجہ اُنہوں نے حاصل کرلیا کہ وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بھی قاضی بنانے کے قابل ہوگئے اور اِنہیں قاضی بنا کر بھیجا۔

اِن کو یمن بھیجنے کی وجہ :

اِن کے واقعات میں ہے کہ اصل میں یہ مقروض تھے، پریشانِ حال تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِن کو وہاں بھیج دیا کہ یہ وہاں سے خراج وغیرہ بھی وصول کریں۔ جاتے وقت اِنہیں جب رُخصت فرمایا تو رسول اللہ ﷺ ساتھ ساتھ روانہ کرنے کے لیے چلے، نصیحتیں بھی فرمائیں۔

حاکم کو کافر رَعیت کے بارے میں بھی ہدایت :

اُن میں ایک نصیحت یہ تھی کہ **اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ** مظلوم کی بددُعاء سے بچتے رہنا **فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ** اُس مظلوم کی بددُعاء اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا، بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔ اَب مظلوم کون تھے وہی جو رعایا تھی۔ اُس میں مسلمان کم تھے غیر مسلم زیادہ تھے اُس وقت تک۔ مگر کسی کے اُوپر بھی ظلم رَوا نہیں رکھا شریعت نے، چاہے وہ مسلمان ہو چاہے غیر مسلم۔ یہی چیزیں دیکھ کر لوگ مسلمان ہوتے گئے ہیں اَب تک۔ کہ اِن کے یہاں اِس قدر انصاف ہے، عدل ہے تو اُنہیں یہ نصیحت

فرمائی اور دیگر نصیحتیں بھی اِرشاد فرمائیں۔ اور یہ فرمایا کہ تم آؤ گے تو مجھے شاید نہ پاؤ اِس دُنیا میں اور یہاں تم مسجد اور میری قبر پاؤ گے، تو اِس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے، بہرحال وہ چلے گئے۔ واپس جب آئے ہیں تو ابوبکرؓ کا دَور شروع ہو چکا تھا اور یہ آئے اور اِنہوں نے آکر وہاں سب حساب دے دیا۔

ہدیہ کی رقم، تقوٰی واحتیاط :

اُس میں کچھ رقم ایسی بنتی تھی کہ جو رقم اِن کو لوگوں نے ہدیۃً دی تھی۔ اِنہوں نے کہا کہ یہ رقم مجھے لوگوں نے دی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں۔ آپ جس کام کے لیے گئے تھے اُس کام کے حساب سے جو آپ کا حق بنتا ہے وہ آپ لے لیں اور باقی جو لوگوں نے دیا ہے آپ کو، وہ آپ نہیں لے سکتے، نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ وہاں تک جانا سفر کر کے پہنچنا وغیرہ وغیرہ یہ سب حکومت کی وجہ سے ہوا ہے۔ تو جو کچھ آپ کو ملا ہے وہ حکومت کو دیں، بیت المال میں جمع کرائیں۔ لیکن چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ نہیں کہا، اِس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ رقم رکھ لی، وہ چیزیں رکھ لیں اور یہ بھی اُنہوں نے کہا کہ آپ کو پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو بھیجا تھا تو آپ کا مقصد تھا میری مالی اِمداد کرنا۔ یہ پریشانیاں جو مالی ہیں اِن میں مجھے سہارا لگ جائے تو بھیجا اِس لیے تھا تو اِس واسطے یہ وہ رقمیں ہیں جو لوگوں نے مجھے دیں، ہدیۃً دیں، واقف کاروں نے دیں۔ یہاں سے گئے ہوئے صحابہ کرامؓ نے دی ہوں، کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے۔

خواب میں اِشارہ اور خوفِ خدا :

پھر ایسے ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا۔ خواب میں یہ دیکھا کہ جیسے کہ کہیں وہ ڈوب رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو بچایا۔ بس اِس خواب کا اُنہوں نے یہ اَثر لیا اور یہ تعبیر لی کہ یہ رُوپیہ جو ہے میرے لیے دُرست نہیں ہے۔ وہاں آئے، آکر وہ رقم جمع کروادی بیت المال میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی، پیش کر دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ لے لی، بات ختم ہوگئی۔

حضرت عمرؓ کا بہترین مشورہ :

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَب اگر آپ چاہیں تو اِن کو اپنی طرف سے، بیت المال کی

طرف سے بطورِ انعام، بطورِ امداد جیسے چاہیں وہ رقم دے دیں۔ تو اُنہوں نے اِسی طرح سے کیا، بعد میں وہ رقم دے دی۔ بہرحال یہ تبدیلی ہوگئی اُس رقم کی ایک طرح سے کہ وہ بیت المال میں داخل ہوگئی پھر بعد میں وہاں سے لی ہے تو بطورِ اعانت ملی ہے، وہ ٹھیک ہے۔ یہ وہ نہیں رہی رقم جو وہ وہاں سے وصول کر کے لائے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں شام میں تھے جہاد میں حضرتِ ابوعبیدہ بن جراحؓ کی حیات میں، وہاں وباء پھیلی طاعون کی، اُس میں اِن کو بھی طاعون ہوا۔ تو اِن سے پوچھا شاگردوں نے کہ ہم کس سے علم حاصل کریں گے؟ کس سے پڑھیں جا کر۔ اِنہوں نے نصیحت کی اور کہا کہ دیکھو چار آدمیوں سے پڑھو، چار آدمی ہیں ایسے۔ ایک تو شام میں ہی ہیں ابودرداءؓ اور ایک سلمانِ فارسیؓ اور ایک ابن مسعودؓ۔ ہوسکتا ہے کہ اُس وقت یہ سارے کے سارے وہیں ہوں کیونکہ جہاد کا سلسلہ جاری تھا شام میں، اور ہوسکتا ہے اِن میں سے کچھ ایسے ہوں جو اُس سمت نہ ہوں کسی اور جانب ہوں اور عبداللہ بن سلامؓ سے بھی اَلَّذِیْ کَانَ یَھُوْدِیًّا فَاَسْلَمَ جو یہودی تھے اور مسلمان ہوگئے۔

انتہائی اہم بات :

اِس میں ایک بات آتی ہے اُن کی کہی ہوئی جو مجھے بہت عجیب لگی اور بہت اچھی اور صحیح ہے۔ بات یہ ہے کہ فقط عالم ہونا یا بڑا عالم ہونا، بڑے سے بڑا عالم ہونا یہ کوئی دلیل نہیں کہ اُس کی اِقتداء کی جائے، پیروی کی جائے بلکہ دلیل ہے تقوی کہ وہ کس میں زیادہ ہے۔ اگر تقوی نہیں ہوگا تو وہ بڑا اور بڑے سے بڑا جو عالم ہے وہ اپنے علم کا استعمال غلط کرتا ہے اور اگر تقویٰ ہوگا تو وہ عالم چاہے اُتنا بڑا نہ ہو لیکن علم کا استعمال غلط طرح کبھی نہیں کرے گا۔ تو اِنہوں نے ایک بات کہی ہے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے بارے میں اِسی میں۔ اِنہیں یہ نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس آدمی یعنی عبداللہ بن سلامؓ سے بھی علم حاصل کرو جو یہودی تھے اور مسلمان ہوگئے۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ فَاِنَّہٗ عَاشِرُ عَشْرَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ یہ بھی دس جو ہیں جنتی اُن میں سے یہ دسویں ہیں۔

تو اُن کی فضیلت کی وجہ اور لائقِ اتباع اور لائقِ تعلّم اور علم کس سے حاصل کیا جائے اُس کے لائق تر اُن کو سمجھا ہے کہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے تعریفی کلمے سن لیے تھے اور جنت میں جانا یا دسواں آدمی ہونا جنت میں، یہ علم پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ ایمان پر موقوف ہے۔ کس میں قوتِ ایمانی زیادہ

ہے، تقویٰ کس میں زیادہ ہے، عمل کس میں زیادہ ہے، خدا کا مقرب کون زیادہ ہے، زیادہ عالم ہونے پر نہیں۔ تو اگر سوچا جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اُنہوں نے علماء تو کئی گِنا دیے اور ایک کی وجہ جو بتا رہے ہیں وہ یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعریف فرمائی ہے، باقیوں سے تو لوگ واقف تھے لیکن عبداللہ بن سلامؓ کے بارے میں کیونکہ وہ یہودی رہ چکے تھے پھر مسلمان ہوئے تھے اِس واسطے تردُّد جیسا ہوتا ہوگا کچھ۔ مگر اُنہوں نے کہا، نہیں بلکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ وہ جنت میں جائیں گے۔ تو جنتی ہونے کی بشارت جناب رسول اللہ ﷺ نے اُس کی دی ہے کہ جس کے عمل خدا کے یہاں مقبول ہیں اور وہ خدا کا محبوب ہے اور اللہ کو پسند ہے۔ تو اِس طرح سے اُنہوں نے وجہ جو بتائی ہے وہ وجہ وہ ہے جو تقوے والی ہے۔ تو اَب جو ٹھوکریں کھاتے ہیں لوگ، مضمون نگاری ہو یا کوئی چیز ہو، حوالے ہوں، یہ چیزیں بالکل نہیں دیکھی جا سکتیں، عمل دیکھا جا سکتا ہے۔

اتباعِ سنت اور تقویٰ اصل چیزیں ہیں :

اور عمل میں کیا ہے آپ کو کیسے پتا چلے کہ صحیح عمل کیا ہے، غلط کیا ہے؟ تو وہ اتباعِ سنت ہے۔ یہ دیکھ لیں آپ کہ یہ سنت کی پیروی کتنی کرتا ہے اور سنت سے ہٹا ہوا کتنا ہے تو پتا چل جائے گا۔ اگر وہ سنت پر ہے تو متقی بھی ہے اور عالم بھی ہے، وہ صحیح بھی ہے، لائق اتباع ہے۔ اور اگر سنت سے ہٹا ہوا ہے وہ خود، تو پھر وہ لائق اتباع نہیں رہتا، وہ قابلِ اعتبار نہیں رہتا، وہ مستند نہیں۔ چاہے اُس نے دُنیاوی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا..................